کلامِ بُلھے شاہؒ میں نام نہاد صوفیاء اور علماء پر گرفت

محمد علی کریمی*

احسان الرحمن غوری**

اس کرۂ ارضی پر ایسے بہت سے مردانِ خدا پیدا ہوئے جو اپنے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے آئے اور اسی کے لئے جئے، ان کا ایک ایک لمحہ رضائے حق اور حصولِ خوشنودئ حضور اقدس ﷺ کے لیے وقف رہا، اسی لیے ان کے قلوب انوارِ الٰہی اور تجلیات رسالت مآب ﷺ سے منور ہو جاتے ہیں۔ وہ کبھی تو اللہ کی برہان نظر آتے ہیں اور کبھی خلوص، ایثار، قربانی اور خدمتِ خلق کا پیکرِ گراں نظر آتے ہیں۔

انہی قدسی صفات کے حامل افراد میں حضرت بابا بُلھے شاہؒ قصوری رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی ہے۔ جنہوں نے اپنے علم و عمل، قول و فعل اور زہد و تقویٰ کی بدولت مخلوق خدا کو قعرِ مذلت سے نکال کر غبارِ خاکِ راہِ حجاز کر دیا، آپ نے ڈنکے کی چوٹ پر کلمۂ حق بلند کیا اور دیوانہ وار توحید و رسالت کا پیغام چار دانگِ عالم میں پہنچایا۔ اگرچہ حق گوئی و بے باکی، کی بناء پر انہیں مصائب و آلام، رنج و محن اور مشکلات و خطرات کا بھی سامنا کرنا پڑا مگر ان کے پائے استقامت میں ذرہ برابر بھی لغزش و لرزش نہ آئی۔ آپ نے ریاکاروں، ظاہر داروں اور بے عمل عالموں کے خلاف بہت کچھ لکھا اور خوب لکھا کیونکہ ان جاہل مولویوں کے ذریعے گمراہی پھیلتی ہے۔

بابا بُلھے شاہؒ برصغیر کے وہ عظیم صوفی بزرگ ہیں جو صوفیاء کی اخلاقی قدروں پر گامزن ہو کر انسان دوستی کے پیغام کو عام کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کے نزدیک خدا سے محبت کرنے والا انسان کسی دوسرے انسان سے نفرت نہیں کر سکتا، کیونکہ نفرت کا دارو مدار رنگ و نسل، ذات پات پر ہوتا ہے جبکہ محبتِ خداوندی میں ڈوبنے والا انسان ان تمام چیزوں سے مبرّا ہوتا ہے۔

اس تحقیق میں اردو، پنجابی ادب کے ساتھ ساتھ تاریخ، اسلامیات اور شاعری کے اصول و قواعد

---

* ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، لاہور کیمپس

** اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

کی وضاحت کی گئی ہے جس میں تخلیق کاروں کی طرزِ نگارش، انداز اور طریقہ اس کے علاوہ مرورِ زمانہ کے ساتھ ان پر اثر انداز ہونے والے عوامل، اور تمام ادبی امور پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ اس ریسرچ کے بنیادی مصادر قرآن و سنت اور سلف صالحین کے احوال پر مشتمل کتب، صوفیاء کرام کی حالاتِ زندگی پر لکھی جانے والی کتب، پنجابی شعراء کا اندازِ تخیل اور بالخصوص بابا بُلھے شاہؒ کی حالاتِ زندگی اور شاعری کے حوالے سے لکھی جانے والی کتب شامل ہیں۔ سید عابد علی عابد کی کتاب ''اسلوب'' اور کلام بُلھے شاہؒ کی اردو شروحات، ''کافیاں بُلھے شاہؒ'' از عبد المجید بھٹی، قانون عشق از انور علی رُہتکی، کافیاں بُلھے شاہ از ڈاکٹر فقیر محمد فقیرؔ اور کلام بُلھے شاہؒ از ڈاکٹر نذیر احمد اور ''پنجابی ادب دی کہانی'' از عبد الغفور قریشی' پنجابی شروحات وکتب میں ''بُلھے شاہؒ جیون تے رچنا'' از جیت سنگھ سیتل، بُلھے شاہ وِوچن تے رچنا'' از شرما جی ایل اور ''سائیں بُلھے شاہؒ'' از پیارا سنگھ پدم شامل ہیں۔ دورانِ تحقیق مختلف اسلامی سکالرز، تاریخ دان، ادبِ اردو و پنجابی کے ماہرین، شعری ادب سے دلچسپی رکھنے والے افراد سے گفتگو اور مختلف اداروں، یونیورسٹیز اور منتظمین سے ذوقِ علمی کا جائزہ لینے کا موقع ملا۔

علم کی اہمیت و فضیلت ہر قوم، قبیلے، ہر رنگ و نسل کے مابین تسلیم شدہ ہے لیکن بغیر عمل کے علم ایک دیوانگی کا نام ہے۔ علم اور عالم دونوں ایک دوسرے کی تکمیل و تزیین کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے بغیر بے معنی و بے وقعت ہیں۔ بابا بُلھے شاہؒ عشق و محبت میں مستغرق ہو کر اپنے کلام میں بار بار اس بات کا اظہار فرماتے ہیں کہ اگر تمام اہل علم، عامل بن جائیں، سچائی کو وطیرہ بنالیں، رزق حلال کے لیے تگ و دو کریں اور صرف رضائے الٰہی کے لیے حصولِ علم اور پھر اُس کی ترویج و اشاعت کے لیے اخلاص کو اپنالیں، نیک اعمال کے ساتھ ساتھ دوسروں کے لیے بھی اصلاحِ اعمال کا نمونہ بن جائیں تو وہ معاشرے کے بہترین فرد کے طور پر ظاہر ہوں گے۔

وارثانِ منبر و محراب جب اپنے اقوال و افعال میں تضاد رکھیں گے تو عوام الناس اُن کی تضاد بیانی اور دوغلی پالیسیوں سے متنفر ہو کر اپنی اعمالِ صالحہ سے بھی منحرف ہو جائیں گے۔ بابا بُلھے شاہؒ کے نزدیک دکھلاوے کا عمل منافقت ہے ان کے نزدیک عالم اور علم کے درمیان وجودی تعلق قائم ہو۔ جہاں علم نہ تو

تجریدی رہتا ہے اور نہ ہی فرد سے اسکا تعلق منافقت والا ہوتا ہے بلکہ وہ اس عالم کی ذات کا حصہ بن کر اس کی نشوونما اور روحانی بالیدگی میں اس کا رہنما بنتا ہے۔

حضرت بابا بُلھے شاہؒ کو معرفت میں وہ کمال حاصل ہے کہ آپ اکثر خود سے بے خبر ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس قدر مست و الست اور بے خود ہو جاتے ہیں کہ خود سے دور ہو جاتے ہیں اور یہی حقیقی عاشق کی نشانی ہے۔ عشق ہمیشہ نیا اور تروتازہ ہوتا ہے اور اس کے ظہور کے مختلف طریقے ہیں جب عشق کسی عابد میں ظاہر ہوتا ہے تو وہ اپنے اندر نورِ الٰہی کا مشاہدہ کرتا ہے پھر وہ رسم و رواج اور ہر قسم کی آلائشوں سے اپنے دل کو پاک کرتے ہوئے ہر شے میں مالک حقیقی کے جلوے دیکھتا ہے۔ اس مقام پر عشق اور عقل میں امتیاز کرنا چاہیے کیونکہ عشق بندہ کو کلمۂ حق کہنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ وصالِ حق میں سب سے بڑی رکاوٹ نفس ہے اسی لیے وصال الی الحق کے لیے عقل و منطق کی بجائے، عشق و وجد کو مدد و معاون بنانا پڑتا ہے۔ عاشق صادق کو راہ عشق میں بڑی مصیبتیں اور دکھ جھیلنے پڑتے ہیں بقول سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ

تیری وحدت توئیں پچاویں انا الحق دی تار ہلاویں
سُولی تے منصور چڑھا ویں اوتھے کول کھلوکے ہسدے ہُو (۱)

محی الدین ابن عربیؒ عقیدۂ وحدت الوجود کے بارے میں کہتے ہیں کہ "حق تعالیٰ کی ذات نے مرتبۂ خلق میں تنزل نہیں کیا اور مخلوق کی گھٹیا ذات سے وحدت پیدا نہ کی اور اس کا عین نہیں بنا، بلکہ حق حق ہے، خلق خلق ہے، ظاہر ظاہر ہے اور مظاہر مظاہر ہیں"۔ (۲)

حضرت بابا بُلھے شاہؒ ایک ایسے خدا رسیدہ درویش، فقیر کامل اور عاشقِ حقیقی تھے جنہوں نے مرشد کامل کے عشق کے ذریعے عشقِ حقیقی کی منازل طے کیں اور آپ کے عشق میں شدت، سوز اور تڑپ کے ساتھ ساتھ قربانی کا جذبہ بھی نمایاں ہے۔ آپ نے سید ہوتے ہوئے اپنی اونچی ذات اور علمیت عشق کی دہلیز پر قربان کر دی اور ہجر کی آگ میں تڑپتے ہوئے مرشد پاک کے متعلق اپنے عقیدہ کو ڈگمگانے نہ دیا۔ آپ کی پاکیزہ زندگی کی طرح آپ کا کلام بھی عشق مجازی کا زینہ لے کر عشقِ حقیقی کے رتبہ کو پانے کی راہ دکھاتا ہے۔ آپ کی حیات و کلام جادۂ سلوک کی بے شمار لطیف رموز پر مشتمل ہے۔ پس یہ عاشقِ حقیقی کے عشق کو پروان

چڑھاتی ہے اور اس کو راہِ حق پر چلتے ہوئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کی ترغیب دلاتی ہے۔ آپ کا کلام صدیوں سے راہِ سلوک کے متلاشیوں کو معرفت کی تجلی دکھاتا ہے۔

بابا بُلھے شاہؒ صاحب جذب و فکر، پیکرِ عشق و محبت اور محبِ وجد و سماع تھے۔ ان کے پنجابی اشعار معارف و توحید اور حق و صداقت سے بھرپور ہیں۔ آپ آفاقی شاعر ہیں جنہوں نے نہ صرف حق و سچ پر قائم رہنے کا حوصلہ دیا بلکہ اپنے دور کی فرسودہ روایات پر بھی تنقید کی جس سے ہر دور کے پنجابی شعراء آپ سے براہِ راست متاثر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آفاقی انداز سے سوچنے کا ذہن بھی عطا کیا۔ جس کی بناء پر آپ نے اپنی مادری زبان کے ذریعے اپنے دور کی خرابیوں کو نہ صرف بیان کیا بلکہ لوگوں کو پُرسکون، مثالی اور پُرامن زندگی گزارنے کے لیے آفاقی قدروں پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب بھی دلائی۔

بابا بُلھے شاہؒ کی شاعری میں ملی یکجہتی، اخوت، محبت اور بھائی چارے کا پیغام ہے۔ یہی وہ پیغام ہے جو بزرگانِ دین اس سے قبل بھی دیتے رہے۔ آپ کے نزدیک انسان، اللہ تعالیٰ کا عکس ہے اور اسی کے کمالات کا نمونہ ہے۔ اس کی ذات میں ذاتِ باری تعالیٰ نمایاں ہے لیکن وہ دنیا کے دھندوں میں گم ہو کر اپنے رب کو فراموش کر بیٹھا ہے۔ آپ نے اُس دور کے واعظین، علمائے کرام اور مصلحین قوم کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا اور انہیں اپنی خانقاہوں سے نکل کر اسلام کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اپنے فرائض منصبی پورا کرنے کو کہا۔ آپ نے جرأت مندانہ اور بے باکانہ تنقید کے ذریعے وقت کے سلاطین اور خود کو مذہبی رہنماء سمجھنے والوں کو خوابِ غفلت سے بیدار ہونے کا پیغام دیا۔ آپ نے دنیا اور اس کے سازوسامان کے بارے میں فرمایا کہ یہ سب اشیاء ناپائیدار ہیں، فنا ہونے والی ہیں۔ کوئی شے بھی وقتِ آخر ساتھ نہ دے گی، بنیادی شے رب کا عشق ہے اور مرشد کے حکم کی تعمیل ہے۔ کیونکہ ان کے ذریعے ہم اپنے دنیاوی بندھن توڑ کر واپس اپنی اصل ذات (خدا) میں سما سکتے ہیں (۳)

حضرت بابا بُلھے شاہؒ صاحب علم و فضل تھے جن کو روحانی سوغات حضرت شاہ عنایت قادری شطاریؒ سے ملی تھی۔ تصوف اس کیفیت کا نام ہے جس کے ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ سے عشق کی آگاہی پا کر اپنے نفس یا خودی کو فنا کر کے اسی ذات سے وصال کرتا ہے اور دائمی بقا پاتا ہے۔ عارف باللہ کا کام ہی انسانی زندگی اور اس کے مسائل کو مخصوص نقطہ نگاہ سے دیکھنا اور اس پیرائے میں ان کو حل کرنا ہے کہ وہ نفس، حواس اور عقل

کے دائرے سے نکل کر، وحدتِ کل کے بحر میں غوطہ زن ہو کر تعلیماتِ الٰہیہ کا رنگ اپنی اوپر غالب کرے۔ پھر انسان اس دنیا کی کثافتِ مادی سے باہر رہ کر لطافتِ الٰہی میں داخل ہو جاتا ہے اور طرح طرح کے مادی عذابوں سے نجات پا جاتا ہے۔ پھر اُس کا مقصد حقیقی انسان کو کثرت سے وحدت، تغیر سے ثبات، غیر تکمیل سے تکمیل، مسلسل عذاب سے جاودانی، راحت کی ابدی کیفیت میں پہنچانا اور سچی روحانیت و تصوف کے ذریعہ رضائے الٰہی کے تحت اصل منزل تک راہنمائی فرمانا ہے جس کا وعدہ وہ ازل سے الست بربکم قالوا بلٰی (۴) کے ذریعے کر کے دنیا فانی میں آ گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا(۵)

"اور یہ لوگ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے (وہ میرے پروردگار کی ایک شان ہے) اور تم لوگوں کو (بہت ہی) کم علم دیا گیا ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ روح میں ذاتِ الٰہی کی تمام صفات بدرجہ اتم موجود ہیں لیکن نفس اور مادیت نے اس کے جوہر اصلی کو نفس اور مادیت کی کثافتوں کے ملبے تلے دبا دیا ہے۔ روحانی تعلیم کا مقصد ہی روح کے اس اصلی جوہر کو مادیت اور نفس کی کثافتوں کے اس ملبے سے نجات دینا اور اس کو اس کے اصل ذاتِ الٰہی سے دوبارہ پاک، صاف حالت میں وصال کرنا ہے۔ بابا بُلھے شاہؒ اپنی شاعری کے ذریعے اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے اپنی ذات کی پہچان کر پھر مالکِ حقیقی کی پہچان تجھے نصیب ہو گی۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَه فَقَدْ عَرَفَ رَبّه (۶) "جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو بھی پہچان لیا۔"

تنقید برائے اصلاح

بابا بُلھے شاہؒ نے وقت کے ظالموں کے خلاف آواز بلند کی اور اپنے کلام کے ذریعے ان کے دلوں میں ہیبت پیدا کرتے ہوئے ان کے سوئے ہوئے ضمیر کو جھنجھوڑا اور ان کے ہاتھوں کو عین اس وقت روک دیا جب وہ ظلم کے لیے اٹھتے ہیں۔ آپ کے کلام کے بہت سے پہلو ہیں۔ انہوں نے وحدۃ الوجود کا عقیدہ لوگوں کے سامنے پیش کیا تا کہ ان کی زندگیاں تکلیفوں اور مصیبتوں کے باوجود اطمینان قلب پا سکیں۔ آپ نے اس دور کے ابلہ فریب ملاؤں کو تنقید کا نشانہ بنایا جو کسی سے ناراض ہوتے تو اسے کافر قرار دے کر بیوی، بچوں تک کو

اس سے چھڑادیالہذا آپ کی آواز ان مکفر ملاؤں اور ظالم عمال حکومت کے خلاف بلند ہوتی ہے۔ آپ فلسفہ، خیالات، جذبات اور فن کا وسیع سمندر رہیں جو کسی سے لالچ کی کوئی توقع نہیں رکھتے ہیں۔ آپ نے پنجابی شعراء خواجہ فریدؒ، ہاشم شاہؒ، سچل سرمستؒ، میاں محمد بخشؒ کے مابین اور موجودہ دور کی پنجابی شاعری میں اہم مقام حاصل کیاہے۔ آپ کا پیغام صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ آپ نے غیر مسلموں کو بھی اپنے سچے عشق کا تخاطب بنایاہے اور انہیں حق و صداقت کا پیغام دیتے ہوے بڑے خلوص کے ساتھ صدائے عام دی ہے۔ بابا بُلھے شاہؒ نے اپنے کلام کے ذریعے یہ سبق دیا ہے کہ علم کا مقصد ہماری قوتِ تمیز کو تیز کرتا ہے اور ہمیں سچ اور جھوٹ، غلط اور صحیح، اچھے اور بُرے میں تمیز سکھانا ہے۔ خود کو عالم کہلوانے والے اکثر اس حقیقت سے بے خبر ہوتے ہیں وہ نیک اور بد، مومن اور کافر کی پہچان نہیں کرسکتے کیونکہ جس علم کے باعث ہوس، حرص کی آگ ٹھنڈی ہونے کی بجائے مزید بھڑک اٹھے اس علم سے جہالت بہتر ہے۔ بس انسان کو دل سے تکبر نکال کر جلا دینا چاہیے اور حرص و طمع کو بھی ایک طرف پھینکتے ہوئے محبوب حقیقی کی تلاش میں سرگرداں ہو جانا چاہیے۔ انسان اور خدا کے درمیاں سب سے بڑے حجاب یہی تکبر، غرور، حرص اور طمع ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ (۷)

''اللہ کسی اترانے والے (متکبر) خود پسند کو پسند نہیں کرتا''

علمِ معرفت اور توحیدِ مطلق

انسان زبان کے مطالعہ سے زبان کا عالم، قلب کے مطالعہ سے عالمِ قلب، علم قالب کے مطالعہ سے عالمِ قالب، علم روح کے مطالعہ سے عالم روح، علم سِرّ کے مطالعہ سے عالمِ سرّ اور علم نفس کے مطالعہ سے عالم نفس ہوتا ہے۔ لیکن ان سب کا عالم، معرفت کے علم اور توحید مطلق کے مطالعہ سے محروم ہوتا ہے۔ اہلِ اللہ کو معرفت وتوحید، الہامِ علم لدنی، عَلَّمَ ٱلانْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ (۸) اللہ تعالیٰ سے حاصل ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں:

''علم کے معنٰی جاننا ہے۔ بعض علوم کے کثرتِ مطالعہ سے سر دردی اور دماغ کی کمزوری لاحق ہوتی ہے اور بعض سے خودی و تکبر پیدا ہوتے ہیں، عقل نہیں رہتی اور علم کی تحصیل کے بعد جس کی عقل ٹھکانے

رہتی ہے وہ مجلس محمدی ﷺ اور دیدار پروردگار کی طلب کرتا ہے اور پھر وہ معرفت، قرب، حضور اور دائمی دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ علم کے تین حروف ہیں اور ہوتا بھی تین قسم کا ہے یعنی علمِ نفس، علمِ قرب اور علم روح اور عالمِ نفس ہمیشہ نافرمان، عالمِ قلب ہمیشہ علم عاقبت بالخیر کے مطالعہ میں مصروف رہتا ہے اور عالمِ روح، علمِ عین کے مطالعہ کی وجہ سے نفسانی خواہشات اور انانیت کو چھوڑ دیتا ہے۔ نفس سے علمِ حرص و ہوا، قلب کے علم سے صفا اور روح کے علم (سے) طلب معرفت الٰہی حاصل ہوتا ہے۔(۹) پس قلب گوشت کے لوتھڑے کو نہیں کہتے بلکہ قلب وہ ہے جو معرفت' محبت اور مشاہدہ کی اعلیٰ بلندیوں پر فائز ہو نفس کی آلائشوں میں مگن ہونے والا عالمِ حق نہیں ہے بلکہ نفس کا بندہ ہے۔

علم و عمل میں ریاکاری

بابا بُلھے شاہؒ نے اس علم کی مذمت و تحقیر کی ہے جس میں ریاکاری کا عنصر پایا جائے۔ ریاکاری علماء، زہاد، صوفیاء، مشائخ یا معاشرے کے کسی بھی طبقہ میں پائی جائے، قابل مذمت ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ریاکاری، تصنع، بناوٹ اور دکھلاوا سے ملمع شدہ کوئی بھی عمل بارگاہ ایزدی میں قابل قبول نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

علموں بس کریں او یار علم نہ آوے وچ شمار
اکو الف تیرے درکار جاندی عمر نہیں اتبار
علموں بس کریں او یار (۱۰)

”اے میرے دوست! علم کا حصول بس کر کہ علم تو شمار میں نہیں آسکتا تیرے لئے ایک ہی حرف الف (اللہ تعالیٰ) درکار ہے اور تیرے لئے بے حد ضروری ہے تیری عمر گزرتی جارہی ہے اور اس کا بالکل اعتبار نہیں ہے اے میرے دوست! علم کا حصول بس کر دے۔“

بابا بُلھے شاہؒ فرماتے ہیں کہ جو علم خدا تک نہیں پہنچاتا وہ بے کار ہے اور ریاکاری کا عمل خدا کے حصول کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ ریاکار اپنی علمی اسناد اور ڈگریوں میں تو اضافہ کر رہا ہے لیکن بارگاہِ خداوندی کا خوف اور اس تک پہنچنے کا کوئی حیلہ نہیں کر رہا۔ جبکہ حدیث مبارک میں آتا ہے۔ حضرت شداد بن اوسؓ ایک مرتبہ رو دیئے پوچھا گیا، آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا ایک بات میں نے رسول اللہ ﷺ

سے سنی تھی اسے یاد کر کے مجھے رونا آگیا۔

''سمعت رسول اللہ ﷺ یقول الخوف علی امتی الشرک (الخفی) والشھوۃ الخفیۃ قال قلت یا رسول اللہ أ تشرک امتک من بعدک وقال نعم اما انھم لا یعبدون شمسا ولا---الخ (۱۱)

'' میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ میں اپنی امت میں شرک خفی اور شہوت خفی کا خوف محسوس کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک میں مبتلا ہو جائے گی فرمایا! ہاں یہ لوگ سورج، چاند، پتھر اور بتوں کی پرستش نہیں کریں گے بلکہ اپنی اعمال میں ریاکاری اور دکھلاوا کریں گے۔''

مذکورہ حدیث میں ریاکاری کو شرک خفی سے تعبیر کیا گیا ہے اسی لیے بابا بُلھے شاہؒ نے اس علم کو حاصل کرنے سے روکا ہے جو للّٰہیت اور خلوص نیت سے حاصل نہ کیا جائے۔ اس کے حصول کی بجائے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی توجہ خدا کی وحدیت حاصل کرنے میں لگائے (اکو الف تیرے درکار) بابا بُلھے شاہؒ مزید فرماتے ہیں۔

علموں بس کریں او یار پڑھ پڑھ علم لگاویں ڈھیر
قرآن کتاباں چار چوفیر گردے چانن وچ انھیر
باہجھوں راہبر خبر نہ سار (۱۲)

ترجمہ:''اے میرے دوست! علم کا حصول بس کر دے۔ کتابیں پڑھ پڑھ کر اور لکھ لکھ کر تم ڈھیر لگاتے جا رہے ہو اور تمہارے ارد گرد کتابوں کا ڈھیر لگتا جا رہا ہے۔ تمہارے ارد گرد تو روشنی ہے مگر اندر اندھیرا ہے اور جب تم سے راہِ حق کے متعلق پوچھا جائے تو جواب دیتے ہو کہ مجھے اس کی خبر اور اتا پتا نہیں ہے۔''

بابا بُلھے شاہؒ نے ظاہری علم میں ورق گردانی کرنے والے علماء سے کہا ہے کہ اگر تو راہِ حق کو نہ بتا سکے تو اس علم کا کیا حاصل؟ تمام علوم تو پڑھ لیے اور کتابیں لکھ لکھ کر اپنے ارد گرد ڈھیر لگا لئے اور اس زعم میں مبتلا ہیں کہ ہر چیز کے حافظ ہیں لیکن علم معرفت سے بالکل بے بہرہ اور محروم ہیں۔ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ مرشد کی ہدایت کے مطابق جو بھی پڑھا یا پڑھایا جائے اس پر عمل کیا جائے۔ گویا ایسے علماء اور اہل علم

وہ لوگ ہیں جو بحوالہٗ علم معرفت اندھے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا (۱۳)

"اور جو اس زندگی میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہے۔ وہ اور بھی زیادہ گمراہ۔"

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

"یعنی دنیا میں جس کا دل اندھا رہا، ہدایت قبول نہ کی وہ آخرت میں نجات اور جنت کی راہ دیکھنے سے اندھا ہو گا۔" (۱۴)

علامہ اسماعیل حقیؒ تفسیر روح البیان میں یوں رقمطراز ہیں

"معنی یہ ہوا کہ اس کا دل راہ صواب نہیں دیکھتا تھا پس وہ آخرت میں اندھا ہو گا یعنی اسے راہ نجات نصیب نہ ہو گا۔"(۱۵)

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

"جس نے اس دنیا میں حق کے نور کو نہ دیکھا آفتابِ ہدایت طلوع ہوا اور انہوں نے اپنی آنکھوں پر تعصب اور ہٹ دھرمی کی پٹی باندھ لی انہیں جب حشر کے میدان میں لا کر کھڑا کیا جائے گا تو ان کے دل کی آنکھیں تو پہلے ہی نورِ بصیرت سے محروم تھیں۔ اب بطور سزا ان کی ظاہری آنکھیں بھی اندھی کر دی جائیں گی اور انہیں کچھ سجھائی نہ دے گا۔" (۱۶)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"تمہارا ہر پچھلا زمانہ، اگلے زمانہ سے بدتر ہو گا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ایک بادشاہ، دوسرے بادشاہ سے برا ہو گا، بلکہ یہ کہتا ہوں کہ تمھارے عالم اٹھ جائیں گے، ان کے جانشین تمہیں نہ ملیں گے اور ایسے لوگ آ جائیں گے جو دین کو اپنی رائے پر قیاس کریں گے اس طرح قصر اسلام میں شگاف پڑتے رہیں گے اور وہ گرتا چلا جائے گا۔" (۱۷)

انسان کو چاہیے پہلے اپنے نفس امارہ کو مارے پھر معرفت کی منازل کو طے کرتا جائے جو علم انسان کو حق و باطل میں تمیز نہ سکھائے وہ محض علمِ نفس ہے۔ بابا بُلھے شاہؒ فرماتے ہیں۔

بلھا جے توں غازی بنائیں لک بنھ تلوار پہلوں رہنگڑ مار کے پچھوں کافر مار (۱۸)

ترجمہ: اے بُلھا! اگر تم غازی بننا چاہتے ہو تو اپنی کمر میں تلوار باندھ کر پہلی رہنگڑ (نفس امارہ) کو مارو پھر بعد میں کافروں سے جہاد کرو، کیونکہ نفس سے جہاد کرنا جہاد اکبر ہے اور کافروں سے لڑنا جہاد اصغر ہے۔

آپؒ ریاکاری کے عمل کی مزید مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بُلھا چل باورچی خانے یار دے جتھے کوہاکا ہی ہو　　اوتھے موٹے کُسّن بکرے توں لِسّا ملے نہ ڈھو (۱۹)

ترجمہ: "اے بُلھا شاہؒ! یار کے باورچی خانے چلو جہاں ہمیشہ بکرے ذبح ہوتے ہیں اور موٹے بکرے کو ذبح کیا جاتا ہے تم کمزور اور دبلے بکرے نہ لے کر جانا ورنہ تمہیں جگہ نہ ملے گی۔"

بابا بُلھے شاہؒ نے مذکورہ دوہڑے میں خلوص والے اعمال کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صرف انسان کے وہی اعمال کام آئیں گے جو للّٰہیت کے جذبے سے سرشار ہوں پس جن کے پاس نیکیاں زیادہ ہوں گی اور خلوصِ نیت، عبادت و ریاضت خالصتاً اسی کے لیے ہوں گے وہی حشر میں کامیاب و کامران ہوں گے اور جن کے پاس ریاکاری، فریب اور دکھلاوے کے اعمال ہوں گے ان کی کوئی قدر و قیمت نہ ہو گی اور نہ ہی ان کا صحیح اجر و ثواب ملے گا۔

بے عمل علماء

بابا بُلھے شاہؒ ان علماء کو للکارتے ہیں جو سب کچھ پڑھتے اور کہتے تو ہیں لیکن وہ سب کچھ خود نہیں کرتے اور آپؒ بے عملوں کو از حد زیادہ پڑھنے کے چکر سے بھی نکلنے کو کہتے ہیں کیونکہ زیادہ مسئلے بازی سے انسانیت تنگ پڑتی ہے، زیادہ جاننے کی کوشش میں انسان مغرور اور اس کی سوچ و عمل میں فرق آنے لگ جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

کیوں پڑھنا ایں گڈ کتاباں دی سر چانا ایں پنڈ عذاباں دی

ھُن ہویا ایں شکل جلاداں دی　اک الف پڑھو چھٹکارا اے　(۲۰)

ترجمہ: "کتابوں کی گٹھڑی کیوں پڑھتے ہو اپنے سر پر عذابوں کی بوری اٹھاتے ہو پھر تم جلّاد کی صورت اختیار کر لیتے ہو بس ایک الف (اللہ تعالیٰ) پڑھ لو تو تمہاری نجات ہو جائے گی۔"

آپ مزید فرماتے ہیں:

بلھا ملّاں تے مشالچی دوہاں اکو چت　　لوکاں کر دے چانناں آپ اندھیرے وچ　(۲۱)

ترجمہ: ”اے بلھا یہ خشک ملاں اور قندیل بردار دونوں ایک جیسے ہیں لوگوں کو تو روشنی دکھاتے ہیں لیکن آپ اندھیرے اور گمراہی میں رہتے ہیں۔“

بابا بُلھے شاہؒ فرماتے ہیں کہ بے عمل عالم کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کے ہاتھ میں روشنی ہو اور دوسروں کو روشنی دکھائے مگر خود تاریکی میں ہے یعنی "چراغ تلے اندھیرا" جس طرح روشنی اٹھانے والا خود اندھیرے میں رہتا ہے اسی طرح بے عمل ملاں بھی عمل نہ کرنے کی وجہ سے گمراہی اور ظلمت میں ہی رہتا ہے۔ مزید فرمایا:

علموں بس کریں او یار پڑھ پڑھ شیخ مشائخ ہویا

بھر بھر پیٹ نیندر بھر سویا جاندی وار نین بھر رویا

ڈبّا وچ او آر نہ پار (۲۲)

”اے میرے دوست! علم کا حصول بس کر دے، تم پڑھ پڑھ کے شیخ مشائخ بن گئے اور خوب پیٹ بھر بھر کر کھاتے ہو اور گہری نیند غفلت کی سوتے ہو لیکن جب اس دنیا سے کوچ کرو گے تو رونا بھی خوب پڑے گا تو پھر تمہیں درمیان میں ڈوبنا پڑے گا نہ ادھر کے رہو گے اور نہ اُدھر کے۔“

بابا بُلھے شاہؒ بے عمل علماء کو للکارتے ہوئے متنبہ کر رہے ہیں کہ عمل کے بغیر علم بے سود ہے اور یہ تمہارے عمل کے خلاف خود ایک دلیل ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوْا التَوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا(۲۳)

”ان کی مثال جن پر توریت رکھی گئی پھر انہوں نے اس کی حکم برداری نہ کی اس گدھے کی طرح ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے ہوئے ہے۔“

مفتی احمد یار خانؒ اس آیت کے تحت یوں رقمطراز ہیں:

”جیسے کتابیں اٹھانے والا گدھا صرف بوجھ اٹھاتا ہے، کتابوں سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ ایسے ہی بے عمل علماء یہود توریت کے الفاظ یاد کر لیتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے۔ یہ ہی حال آج کے بے دین عالموں کا ہے یا بے ایمان واعظوں کا۔“(۲۴)

بے عمل علماء کتابوں کا بوجھ اپنی پیٹھ پر لادنے والے ہیں۔ اس سے ان کو کوئی فضیلت یا بزرگی حاصل نہ ہو گی۔ گدھا آخر گدھا ہی رہے گا۔

خرِ عیسیٰ اگر بمکہ رود چوں بیآید ہنوز خر باشد

مزید فرمایا:

علموں بس کریں او یار بُہتا علم عزازیل نیں پڑھیا
جُھگا جھا اوسے دا سڑیا گل وچ طوق لعنت دا پڑیا
آخر گیا او بازی ہار (۲۵)

ترجمہ: ''اے میرے بھائی! علم کا حصول بس کر دے۔ عزازیل (ابلیس) نے تو سب سے زیادہ علم پڑھا تھا اور اس علم کے ہاتھوں ہی اس نے اپنا گھر بار ہی پھونک ڈالا تھا جس کے نتیجے میں اس کے گلے میں لعنت کا طوقِ عظیم پڑا اور وہ دونوں جہانوں کی لعنت کا مستحق کہلوایا اور اس طرح وہ بازی ہار گیا۔''

عبد الرحمن بن غنم کہتے ہیں مجھ سے دس (۱۰) صحابیوں نے روایت کیا کہ ہم مسجد قبا میں بیٹھے علمی مذاکرہ کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمیں دیکھ کر فرمایا:

''جتنا چاہو علم حاصل کرو مگر خدا ثواب اسی وقت بخشے گا جب اپنے علم پر عمل کرو۔'' (۲۶)

جب تک انسان اپنے علم پر عمل نہیں کرے گا اور اس کے قول و فعل میں تضاد ہو گا تو اس کی نصیحت اور وعظ سنگلاخ چٹان پر بارش کی طرح ہے کیونکہ عمل میں آگے نکلنے کی کوشش انسان کی کامیابی کی ضمانت ہے نہ کہ صرف علم میں آگے نکلنے کی کوشش ہو اور عمل کی پرواہ نہ کرے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے اہل علم اپنے علم پر عمل کرو، کیونکہ عالم وہی ہے جو علم حاصل کر کے عمل کرتا ہے اور جس کے علم و عمل میں اختلاف نہیں ہوتا۔ جلد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو علم تو رکھیں گے مگر علم ان کے حلق کے نیچے نہ اترے گا ان کا باطن ان کے ظاہر سے مختلف ہو گا۔ ان کا علم ان کے عمل کے خلاف رہے گا۔ مجلسیں جما کر بیٹھیں گے، آپس میں فخر و مباہات کریں گے اور لوگوں سے صرف اس لئے ناراض ہو جایا کریں

گے کہ ان کی مجلس چھوڑ کر دوسرے کی مجلس میں کیوں جا بیٹھے ایسے عالموں کے عمل خدا تک نہیں پہنچیں گے۔" (۲۷)

قاضی وعلماءِ سُوء کا حرص

حضرت بابا بُلھے شاہؒ نے ان علمائے سُوء کی مذمت بھی فرمائی ہے جن کا مقصدِ حیات دنیاوی مال و دولت کا حصول اور دنیاوی جاہ منزلت ہے ایسا عالم اخلاقی وروحانی قدروں سے محروم ہو جاتا ہے۔ آپ ایک دہڑے میں فرماتے ہیں۔

بلّھا قاضی راضی رشوتے ملاں راضی موت   عاشق راضی راگ تے نہ پرتیت گھٹ ہوت(۲۸)

ترجمہ:"اے بُلھا قاضی رشوت کھانے پر راضی ہیں اور ملاں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی مرے اور مجھے کچھ ملے۔ لیکن عاشق اپنی موت کی بھی پرواہ نہیں کرتے حتی کہ ارتھی، تابوت یا جنازہ سے بھی بے نیاز ہوتے ہیں۔"

بابا بُلھے شاہؒ نے علمائے سُوء اور قاضی دونوں کو اس مقام پر اکٹھا ذکر کیا ہے کیونکہ دونوں ہی معاشرے کے سنوارنے اور بگاڑنے میں مرکزی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ قاضی رشوت کھانے پر تلے ہوئے ہیں اور ملاں کی بھی یہی خواہش ہے کہ کوئی مرے تاکہ اس کی عنالی یا تجہیز و تکفین اور نمازِ جنازہ، ختم، ساتویں اور چالیسویں وغیرہ کی آمدنی آئے۔ لیکن عاشق صادق کی کچھ اور ہی کیفیت ہے وہ تو مُوْتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" تم اپنی موت سے پہلے مر جاؤ" کے مطابق اپنی موت پر راضی ہوتے ہیں اور پھر انہیں تابوت، جنازہ یا ارتھی کی بھی پرواہ نہیں ہوتی وہ ان سے بھی بے نیاز ہوتے ہیں۔

شیخ برھان الدین الزرنوجیؒ تلمیذ صاحب الھدایۃ فرماتے ہیں:

ولایبخل بما عندہ من المال بل ینفق علٰی نفسہ وعلٰی غیرہ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الناس کلھم فی الفقر مخافۃ الفقر وکانوا فی الزمان الاوّل یتعلمون الحرفۃ ثم یتعلمون العلم حتی لا یطمعوا فی اموال الناس وفی الحکمۃ من استغنیٰ بمال الناس افتقر والعالم اذا کان طماعا لا یبقی لہ حرمۃ العلم ولا یقول بالحق ولھذا کان یتعوذ صاحب الشرع علیہ السلام ویقول اعوذ باللہ من طمع یدنی الیٰ طبع(۲۹)

"(عالم کیلئے ضروری ہے) جو کچھ اپنے پاس مال ہے اس کے ساتھ بخیلی نہ کرے۔ بلکہ اس کو اپنے نفس اور دوسروں پر خرچ کرتا رہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمام لوگ بسبب اندیشہ فقر خود بخود فقیر و محتاج بن گئے ہیں (خود خرچ نہ کرتے ہیں نہ کسی کو دیتے ہیں) اگلے زمانہ میں لوگ پہلے حرفہ (فن) سیکھتے تھے پھر علم حاصل کرتے تھے تاکہ لوگوں کے مالوں میں طمع نہ کریں اور حکمت کی باتوں میں یہ ہے کہ جس کسی نے لوگوں کے مال کے ساتھ توانگر بننا چاہا وہ خود فقیر بنے گا اور عالم جب لالچی ہوگا تو اس کے لیے علم کی عزت اور حرمت کچھ بھی باقی نہ رہے گی اور حق بات (بوجہ لالچ کے) نہ کہہ سکے گا اور اسی سبب سے رسول اکرم ﷺ اس سے پناہ مانگتے تھے اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں ایسی طمع (لالچ) سے جو طبع (یعنی عیب دار و ذلیل کرنے والے لالچ) کے نزدیک کر دے۔" اسی پر بابا بُلھے شاہؒ اپنی کافی کے ایک بند میں یوں فرماتے ہیں:

علموں بس کریں اویار علموں میاں جی کہاویں
تنبا چک چک منڈی جاویں دھیلالے کے چھری چلاویں
نال قصائیاں بہت پیار (۳۰)

ترجمہ: "اے میرے دوست! علم کا حصول بس کر دے۔ تم علم کی وجہ سے میاں جی کہلواتے ہو اور پاجامہ کا پہنچا اوپر اٹھا اٹھا کر گلیوں اور بازاروں میں چلتے ہو ایک پائی کے بدلے لوگوں کے گلوں پر چھری چلاتے ہو جبکہ قصابوں کے ساتھ تجھے کچھ زیادہ ہی پیار ہو چکا ہے بابا بُلھے شاہؒ علمائے سُوء کو مخاطب کرتے ہوئے واضح کرتے ہیں کہ تمہارا علم تمھیں توکل سکھاتا ہے اور تم رزّاق عالم کی رزّاقیت پر بھروسہ کرنے کی بجائے چند سِکّوں کے عوض اپنا ایمان ہی بیچ ڈالتے ہو اور ایک پائی کے بدلے ان کے گلوں پر چھری تک چلا دیتے ہو حالانکہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُوْالْقُوَّۃِ الْمَتِیْن (۳۱)

"بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا، قوت والا، قدرت والا ہے۔"

اسی طرح حدیث مبارک میں ہے:

اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللہ (۳۲)

''تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔''

جس طرح کنبے کے سرپرست پر کنبہ کا نان و نفقہ مہیا کرنا لازم ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تمام کائنات کو روزی بہم پہنچا رہا ہے۔

مزید اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ مَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا (۳۳)

'' اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔''

جب ہر مخلوق کو رزق پہنچانے کا ذمہ اللہ رب العزت نے اٹھایا ہے تو انسان کو بھی چاہیے کہ اسی کی بارگاہ میں رجوع کرے کہ وہی رازق حقیقی ہے مگر ملاں (علمائے سُوء) مال و دولت کی دوڑ میں اور تعیشات کے پیچھے اپنا علمی وقار بھی مجروح کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنی کافی کے ایک بند میں یوں کہا ہے:

علموں بس کریں او یار پڑھ پڑھ مسئلے روز سناویں
کھانا شک شبے دا کھاویں دسیں ہور تے ہور کماویں
اندر کھوٹ باہر سچیار (۳۴)

ترجمہ:''اے میرے دوست! علم کا حصول بس کر دے۔ تم روز پڑھ پڑھ کے مسئلے سناتے ہو لیکن کھانا شک و شبے کا کھاتے ہو تمہاری حالت یہ ہے کہ بتاتے کچھ ہو اور کرتے کچھ اور ہو اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تمہارے اندر کھوٹ بھرا ہوا ہے لیکن تم نے اپنے آپ کو باہر سے کھرا ظاہر کر رکھا ہے۔''

بابا بُلھے شاہؒ نے علمائے سُوء کے افعال شنیع میں ایک فعل یہ بھی ذکر کیا ہے کہ وہ شکوک و شبہات والے امور میں مبتلا ہو کر حلت کے دائرے سے نکل جاتے ہیں اور شرعی حدود و قیود کا خیال رکھے بغیر محض دنیاوی ترقی و مال کے حصول کے لیے تگ و دو کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَالا یُرِیْبُکَ(۳۵)

ترجمہ:''تم چھوڑ دو اس کو جو تمہیں شک میں ڈالے۔ اپناؤ اس کو جو تمہیں شک و شبہ میں نہ ڈالے۔''

عراق کے کچھ لوگ حضرت ابو ذر غفاریؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حدیث سنانے کی درخواست

کی۔۔۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے فرمایا:

"تم جانتے بھی ہو یہ حدیثیں محض رضائے الٰہی کے لئے حاصل کی جاتی ہیں، ورنہ جو کوئی ان سے دنیا کمانا چاہے گا، ہر گز جنت کی مہک نہ پائے گا۔" (۳۶)

علمائے سُوء کا طرزِ زندگی

حضرت بابا بُلھے شاہؒ نے منافقت، ریاکاری، تعصب، خود غرضی اور ظلم کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ آپ نے اس دور کے علماء سُوء، خود غرض ملاّ، نام نہاد مشائخ کی بیخ کنی کی ہے اور اس دور کی فرسودہ روایات کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ آپ نے علمائے سُو کی منافقانہ طرزِ حیات کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے انہیں اصلاح کی ترغیب دلائی ہے آپ ایک کافی کے بند میں کہتے ہیں:

علموں بس کریں او یار پڑھ پڑھ شیخ مشائخ کہاویں
الٹے مسئلے گھروں بناویں بے عقلاں نوں لٹ لٹ کھاویں
الٹے سیدھے کریں قرار (۳۷)

ترجمہ: "اے میرے دوست! علم کا حصول بس کرو تم پڑھ پڑھ کر شیخ مشائخ کہلواتے ہو اور الٹے سیدھے مسئلے اپنی طرف سے ہی بنا لیتے ہو اور پھر سادہ لوح، بے علم لوگوں کو خوب لوٹ لوٹ کے کھاتے ہو اور جھوٹے سچے اقرار کرتے ہو اور حیلوں بہانوں اور حیل و حجت سے کام لیتے ہو۔"

بابا بُلھے شاہؒ نے علمائے سُوء اور نام نہاد مشائخ کو مخاطب کیا ہے کہ ان کا لباس خضر میں چھپ کر عوام الناس کو بے وقوف بنانا، کیا یہی ان کا طرزِ زندگی ہے؟ پس یہی واعظ، مذہب کے نام پر بھولے بھالے لوگوں کو لوٹتے اور ورغلاتے ہیں۔ ان کے وعظ و عمل میں کوئی مطابقت نہیں فقط ذاتی مفاد اور اپنی عظمت کا سکہ جمانا ان کا مسلک و مشرب ہے۔

بابا بُلھے شاہؒ کافی کے ایک بند میں مزید فرماتے ہیں کہ:

علموں بس کریں او یار پڑھ پڑھ نفل نماز گزاریں
اچیاں بانگاں چاہنگاں ماریں ممبر تے چڑھ وعظ پکاریں
کیتا تینوں حرص خوار (۳۸)

ترجمہ: ”اے میرے دوست! علم کا حصول بس کر دے۔ تم بے شمار نفلی نمازیں پڑھتے ہو اور بلند آواز سے آذان دیتے ہو اور چیختے چلاتے ہو منبر پر چڑھ کر وعظ سناتے ہو جو کچھ کہتے ہو وہ کر کے نہیں دکھاتے اور تمہارے علم نے تمہیں ذلیل و خوار کر دیا ہے۔“

بابا بُلھے شاہ نے علمائے سُوء کی طرز زندگی بیان کرتے ہوئے واضح کیا کہ تم منبروں پر وعظ و نصیحت کرتے ہوئے اپنے آپ کو بھول جاتے ہو تمہارے قول و فعل میں صریح تضاد ہے جیسے اللہ نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُون (۳۹)

”اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے۔“

مفتی احمد یار خان نعیمی اس آیت کے تحت یوں رقمطراز ہیں۔

”اس آیت میں بہت سی صورتیں داخل ہیں لوگوں کو اچھی باتیں بتائے مگر خود عمل نہ کرے یعنی بے عمل واعظ لوگوں کو اچھائی بتائے مگر خود برائیاں کرے، جیسے بد عمل واعظ، کسی سے وعدہ کرے وہ پورا نہ کرے، وعدہ خلافی کرے، وعدہ کرتے وقت ہی خیال نہ کرے کہ یہ کام کروں گا ہی نہیں۔ صرف زبانی وعدہ کئے لیتا ہوں (یعنی دھوکہ باز) ان تمام باتوں سے یہاں روکا گیا۔“ (۴۰)

تفسیر ابن عباسؓ میں اس آیت کے تحت یوں لکھا گیا ہے:

”اسلام ہر مسلمان کو عملی انسان، سیرت کا پختہ اور کردار کا مضبوط اور مجاہد بنانا چاہتا ہے اور نفاق بلکہ شائبۂ نفاق سے بھی دور رکھنا چاہتا ہے، اس لیے وہ قول و عمل کی مطابقت پر شدت سے مصر ہے، اے ایمان والو! رسول و قرآن کے ماننے والو تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو وقت پر نہ کر سکو خدا کے نزدیک یہ بات نہایت ناپسند، مبغوض اور بری ہے کہ تم وہ باتیں خواہ مخواہ زبان سے نکالو جو بعد کو انجام نہ دے سکو۔“ (۴۱)

واعظ و مبلغ کو چاہیے کہ اپنی اصلاح کو دوسرے کی اصلاح پر مقدم جانے اور اسے اپنے آپ کو اصلاح میں بھلانا نہیں چاہیے اللہ تعالیٰ نے مزید ارشاد فرمایا:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۴۲)

”کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔“

اس سے معلوم ہوا کہ بے عمل واعظ یا بے عمل عالم اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ بہترین واعظ وہ ہے جس کا عمل، قول سے زیادہ وعظ و تبلیغ کرے اور لوگ اسے دیکھ کر متقی بن جائیں۔ حضرت بابا بُلھے شاہؒ نے ان علمائے سُوء کی مذمت صریح طور پر کی ہے جو اپنے قول و فعل میں مطابقت نہیں رکھتے اور اپنے عمل سے ہی اپنے قول کی تردید کرتے ہیں۔ امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں:

"قیامت میں سب سے زیادہ حسرت دو شخصوں کو ہو گی اسے جو اپنا مال دوسرے کی میزان میں دیکھے گا، جس سے وہ سعادت پائے گا اور یہ شقاوت اور دوسرا وہ جو اپنا علم دوسرے کی ترازو میں دیکھے گا، جس سے اسے سعادت ملے گی اور اسے شقاوت۔" (۴۳)

بابا بُلھے شاہؒ اپنی کافی کے ایک بند میں مزید فرماتے ہیں:

علموں بس کریں او یار علموں پے قضیے ہور
اکھیں والے انھیں کور پھڑ دے سادھ تے چھڈ دے چور
دو ہیں جہانیں ہویا خوار (۴۴)

"اے میرے دوست! علم کا حصول بس کرے، تمہارے علم نے تو بے شمار مصیبتیں کھڑی کر رکھی ہیں، آنکھوں والے اندھے ہو گئے ہیں سادھوں کو پکڑا جانے لگا ہے۔ اور چوروں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح انسان اپنے عمل کی بدولت اور زیادہ ذلیل و خوار ہونے لگا ہے۔"

بابا بُلھے شاہؒ نے اس امر کی وضاحت فرمائی ہے کہ معرفتِ حق کے سوا ہر علم بے کار اور محض مطالعہ ہے اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا اس طرح کا علم عمل سے خالی رہتا ہے اور عمل سے خالی علم صرف کتابوں کا بوجھ ہی اٹھانا ہے اس سے وجدان و عرفان ممکن نہیں ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں:

"مراتب دو قسم کے ہیں ایک مراتب مردار باطل دوم دیدار بر حق اللہ تعالیٰ نے بندے کو معرفت اور عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور دائمی دیدار کے لیے پیدا کیا ہے نہ کہ مردار کے لیے پیدا کیا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ(۴۵) ای لِیَعْرِفُوْن میں نے جنوں اور انسانوں کو اس واسطے پیدا کیا کہ وہ عبادت کریں یعنی مجھے پہچانیں۔ واضح رہے کہ ایسے علم کے عالم بے شمار ہیں لیکن ہزارہا عالم میں سے کوئی ایک

آدھ ہو گا جو مشرف بدیدار الٰہی ہو جو دیدار کا عالم ہے، وہ دیدار کے سوا اور کچھ نہیں پڑھتا اور شاگرد اور طالب کو بھی دیدار ہی کا سبق دیتا ہے اور علم دیدار کی تحصیل تک پہنچا دیتا ہے قولہٗ تعالیٰ حسبی اللہ کفی باللہ۔ اللہ بس باقی ہوس۔(۴۶)

حضرت بابا بُلھے شاہؒ کی شاعری میں خدا کا تصور مذہب، ملک، رسوم و رواج اور ذات پاک کے بندھنوں سے بہت بلند ہے۔ خدا تک پہنچنے کی روحانی منزلوں کو طے کرنے کے لیے بُلھے شاہؒ شرع اور عمل کو لازمی وسیلہ قرار دیتے ہیں۔

پہلے مخفی آپ خزانہ سی اوتھے حیرت خانہ سی
پھر وحدت دے وچ آنا سی کل جزدا مجمل پردااے(۴۷)

جبکہ علمائے سُو لفظی موشگافیوں میں الجھے ہوئے ہیں اور راہ حق سے کوسوں دور ہیں۔ ان کی ساری عمر بھولے بھالے لوگوں کو مذہبی الجھنوں میں الجھانا اور ورغلانا رہتا ہے ان کے وعظ اور عمل میں کوئی مطابقت نہیں ہوتی اور ان کے وعظ و عمل کا سارا مقصد ذاتی مفاد کا حصول ہے اور اپنی عظمت کا سکہ جمانا ہے۔ اسی لیے اس علم سے پیچیدگیوں اور شکوک وشبہات کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو پاتا اور حق کا متلاشی، راہ حق کو پانے کی بجائے گمراہی کے میدان میں بھٹکتا رہتا ہے اور یہی انسانی زندگی کا بہت بڑا المیہ ہے۔ حالانکہ جابر حکمران کے سامنے کلمۂ حق جہاد اکبر ہے اگر اس میں لوگ ملامت بھی کریں تو برداشت کرنا چاہیے۔ بابا بُلھے شاہؒ فرماتے ہیں۔

بُلھا عاشق ہویوں رب دا ملامت ہوئی لاکھ لوگ کافر کافر آکھدے تو آہو آہو آکھ(۴۸)

ترجمہ: ”اے بُلھا! جب سے تو اللہ کا عاشق بنا ہے لوگ تجھ پہ لاکھوں ملامتیں کرنے لگے ہیں۔ لوگ تجھے کافر کافر کہہ کر پکارتے ہیں تو ان کو ہاں جی کہہ کر جواب دو۔“

یعنی جب اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے ہر عمل کیا جا رہا ہے۔ نہ دکھلاوا پیش نظر ہے اور نہ ہی ریاکاری تو پھر لوگوں کی ملامت کی بھی پرواہ نہ کرو کیونکہ جب مجازی عشق کے دعوے دار بلا خوف وخطر اپنی عشق کو پروان چڑھاتے ہیں تو خدا کے سچے عاشق ہو کر لوگوں کی ملامت سے کیوں کر ڈرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے

ان صوفیاء کرام کی خوبی کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ(۴۹)

”اللہ کے خاص بندے ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں ڈرتے یہ اللہ کا خاص فضل و کرم ہے جسے چاہے عنایت کرے اللہ تعالیٰ بڑے وسیع علم والا ہے۔“

متداول سفلی عملیات اور علمائے سوء

علمائے سُو میں ایک طبقہ جادو، ٹونا اور مستقبل کی پیشین گوئیوں سے عامۃ الناس کو لُوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کے ہاں غیر شرعی حرکتیں اور افعال زبان زد عام ہو چکے ہیں۔ یہ لوگ لباس خضر میں لوگوں کے دلوں سے خوفِ خدا کو کم کرنے اور اپنا یقین دلانے میں، فال نکالنے، آئندہ کے معاملات کو مرتب کرنے، ستاروں کی زبانی شب و روز گزارنے، زائچہ سے آئندہ کے حالات جاننے اور ان سب چیزوں کو موثر حقیقی سمجھ لینے کی کوشش میں مصروف عمل نظر آتے ہیں۔ اسلامی معاشرے کا تانا بانا ان نام نہاد مشائخ اور روحانی معالج و علمائے سوء سے بکھر رہا ہے اور اس فعل شنیع کی وجہ سے معاشرے میں دھوکہ دہی، فراڈ، امانت میں خیانت اور جھوٹ جیسی اخلاقی برائیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔ بابا بُلھے شاہؒ ان نام نہاد مشائخ کو للکارتے ہوئے کہتے ہیں:

پڑھ پڑھ علم نجوم وچارے کن داراساں بُرج ستارے
پڑھے عزیمتاں منتر جھاڑے ابجد گنے تعویز شمار (۵۰)
علموں بس کریں اویار

ترجمہ: ”پڑھ پڑھ علم نجوم بے چارے لوگ برجوں اور ستاروں کی گنتی میں محو رہتے ہیں اور اس حساب و کتاب میں الجھ کر جادو ٹونے، منتر جھاڑا کرتے ہیں اور کبھی ان حروف کے ابجد نکال کر تعویذ وغیرہ لکھتے ہیں جس کا کوئی شمار نہیں۔ اے میرے دوست! علم کا حصول بس کر دے۔“

حضرت بابا بُلھے شاہؒ اس دلیر، نڈر، صوفی شاعر کا نام ہے جو صوفی اور درویش ہونے کے ساتھ ساتھ تصوف میں اعلیٰ مقام پر فائز ہے تصوف میں ان کا فلسفہ، حیات وجودی ہے جو انسان کو خدا کے ساتھ ملا دیتا ہے۔ وہ ایک دو دھاری تلوار ہے جو اپنے پرائے کا فرق نہیں رکھتی۔ بابا بُلھے شاہؒ کا نہ تو کوئی مذہبی فرقہ ہے نہ

ذات برادری ہے۔ رب اور رب کے بندوں سے محبت ہی ان کا ایمان ہے۔ انہوں نے جو کچھ بھی کہا وہ سینہ تان کے کہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کئی بار دنیاوی علم کا حاصل کرنا علم نجوم کی شکل اختیار کرلیتا ہے اس علم کا شوقین اپنے مقصد حقیقی سے ہٹ جاتا ہے اور منطقۃ البروج (۵۱) کے حساب وکتاب میں پھنس جاتا ہے اور جادو ٹونا کرتے ہوئے مؤثر حقیقی (ذات باری تعالیٰ) کی تاثیر وحکمت سے بھی روگردانی کرنے لگ جاتا ہے۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی تفسیر میں ان جادو کرنے والے اور پھونکیں مارنے والیوں کے رد میں فرماتے ہیں:

"جن سے پناہ مانگی وہ تین انواع ہیں غاسق، نفاثات، حاسد۔ غاسق سے مراد ماہ کا آخر (جب چاند کا نور ختم ہو جاتا ہے) اہل نجوم کا قول ہے کہ آخرِ ماہ میں یہ منحوس اور کم قوت والا ہو جاتا ہے کیونکہ اس کا نور مسلسل کم ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی نحوست میں اضافہ ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے جادوگر انہی اوقات میں بیماری والا جادو کرتے ہیں۔ نفّٰثٰت سے مراد عورتیں ہیں وہی گانٹھ لگاتیں اور دم کرتی ہیں۔ اصل اس میں یہی ہے کیونکہ ان کا دل ان امور کی طرف پختہ اوہام کی وجہ سے متوجہ ہوتا ہے حاسد وہی ہوتا ہے جسے اس میں شدید محبت ہو کہ دوسرے سے نعمت زائل ہو کر اسے مل جائے۔" (۵۲)

بابا بُلھے شاہؒ ان جعلی عامل اور علمائے سُو کی مذمت میں فرماتے ہیں:

ایسی زحمت لوگ نہ پاون ملاں گھول تعویذ پلاون
پڑھن عزیمت جن بلاون سیاں شاہ مدار کھڈاون (۵۳)

ترجمہ: "ایسی تکلیف کسی کو نہ ملے کہ ملاں تعویز گھول کر پلائیں اور عزیمت پڑھیں اور جنات حاضر کریں اور دوست اسے حال کھلائیں مراد یہ کہ اس کی مستی اور دیوانہ پن کا علاج کریں لیکن میں خاموش رہا۔ (آپ نے اپنی کیفیت بتائی جو مرشد کی یاد میں ڈوبے ہوئے تھے اور عامل دم جھاڑا کر رہے تھے)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ نے صحیح بخاری میں حدیث کو روایت کرتے ہوئے فرمایا:
"عن ابی ھریرۃ عن النبیﷺ قال اجتنبوا السبع الموبقات قالو یا رسول اللہ وماھن قال الشرک باللہ والسحر وقتل النفس التی حرم اللہ الابالحق واکل الربوا واکل مال الیتیم والتولّی یوم الزحف وقذف المحصنات المومنات الغافلات" (۵۴)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سات (۷) ہلاک کرنے والے کاموں سے بچو، صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سے کام ہیں آپ نے فرمایا(۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا، (۲) جادو کرنا، (۳) جس کو قتل کرنے سے اللہ نے منع فرمایا اس کو ناحق قتل کرنا، (۴) سود کھانا، (۵) یتیم کا مال کھانا، (۶) میدان جہاد سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا، (۷) مسلمان پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا۔“

حضرت بابا بُلھے شاہؒ ان علمائے سُوء اور گدی نشینوں کو تنبیہ کر رہے ہیں کہ جن کو اکابر کی خدمات کے عوض بڑی بڑی مسندیں نصیب ہوئیں وہ اکابرین جن کا صبح و شام قال اللہ اور قال الرسول کہتے ہوئے گزرتا تھا آج وہ درسگاہیں خالی ہیں۔ صبح و شام تعویذات و عملیات کے حصول کے لیے مریدین کا مجمع لگا رہتا ہے۔ ان مریدوں کی اخلاقی تربیت کا باقاعدہ کوئی اہتمام نہیں، بعض عزت ماب و تقدس ماب تو وہ ہیں جن کی شکلیں بھی سنت مصطفی ﷺ سے خالی ہیں۔

تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا ہو کھیل مریدی کا تو ہرتا ہے بہت جلد!

یہ افراد دنیاوی علوم کے حصول کے لیے سر توڑ جتن کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں علم النجوم، علم الاعداد، علم منطقۃ البروج، زائچہ، پامسٹری، ٹیرو کارڈ جیسے علوم سیکھنے کے لیے سر توڑ کوشش کرتے ہیں۔ ان کا اس سے حاصل کیا ہونا ہے سوائے جادو ٹونے، تعویذ دھاگے اور اس قسم کی خرافات کا شکار ہو جاتے ہیں، پھر علم روحانی اور اس کی اقدار سے قطعی محروم ہو جاتے ہیں اور وہ محض بندۂ نفس بن جاتے ہیں۔ اس لیے ایسے علوم کا کیا حاصل جو کہ علم رکھتے ہوئے بھی معرفتِ حقیقی کی طرف سے اندھے بن جائیں۔

حضرت بابا بُلھے شاہؒ ان افراد کی مزید تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

علموں پے ہزاروں پھستے راہی اٹک رہے وچ رستے مار ہاہجر ہوئے دل خستے پیار چھوڑے دا سر بھار

علموں بس کریں او یار (۵۵)

ترجمہ: ”ان علوم سے ہزاروں دلدلیں وجود میں آئیں اور لاکھوں راہی راستوں میں بھٹک گئے ہجر کے ہاتھوں انہوں نے ایسی مار کھائی کہ انتہائی خستہ و درماندہ ہو گئے کیوں کہ ان کے سروں پر جدائی کا بھاری بوجھ آن پڑا ہے۔“

بابا بُلھے شاہؒ فرماتے ہیں کہ اس علم سے جس قدر پیچیدگیاں لاحق ہوتی ہیں ان میں شکوک و شبہات کے علاوہ کچھ بھی حقیقت نہیں ہوتی اور یہ تمام علوم روحانی بڑھوتری کی راہ میں سدّسکندری کی مانند دیوار بن جاتے ہیں اور انسان کو راہ راست سے بھٹکا دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ طالب ذات اللہ تعالیٰ سے الگ تھلگ ہو کر درماندگی میں پڑا رہتا ہے اور ایسا عالم اخلاقی و روحانی قدروں سے محروم ہو کر تشکیک میں مبتلا رہتا ہے اور جادۂ سلوک کی روحانی ترقی میں یہ علم سدّراہ بن جاتا ہے۔ الحاصل متلاشی جب تک خدا سے الگ ہے، اس کی زندگی خستہ اور قابل رحم ہے۔

اَبلہ فریب ملاؤں کے مساجد میں افعالِ شنیع

تاریخ اسلام اس بات کا بین ثبوت ہے کہ علماء کرام اور مشائخ عظام عرصہ دراز تک تعلیم و تدریس، تصنیف و تحقیق اور اصلاحِ امت کے اہم فریضہ کی تکمیل میں ہمہ تن گوش رہے۔ اس دور میں ان علمائے حق اور محقق صوفیاء نے صرف نیم ملا، مؤذن، امام اور نیم خواندہ واعظین پیدا نہیں کیے بلکہ ماہر طبیب، حساب دان، شاعر، مؤرخ، محدث اور مفسر انہی عظیم درسگاہوں کے تربیت یافتہ اور نابغۂ روزگار ہستیاں ہیں۔ انتہائی افسوس و ندامت کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اب منبر و محراب پر (الاماشاءاللہ) اُبلہ فریب ملاؤں اور نام نہاد صوفیاء براجمان ہیں۔ اکابر صوفیہ کی خانقاہیں اور زندگیاں تو رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کا مکمل نمونہ تھیں اور ان کا نعرہ تھا،الصوفی لا یملک ولا یملک صوفی کا سوائے اللہ کے نہ کوئی مالک ہوتا ہے نہ وہ کسی چیز کا مالک ہوتا ہے اس کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے۔ جبکہ ان خانقاہوں اور مساجد میں علمائے سُوء اور نام نہاد مشائخ و صوفیاء نے اپنے افعال قبیحہ کو بھی حکمت کا نام دے کر اُسے چھپا رکھا ہے۔

مرید سادہ تو رو رو کے ہو گیا تائب خدا کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ توفیق

بُلھے نوں لوک متیں دیندے بُلھیا توں جاہ بوہ مسیتی وچ مسیتاں کیہہ کجھ ہُندا جے دلوں نماز نہ نیتی
باہروں پاک کیتے کیہہ ہندا جے اندروں نہ گئی پلیتی بن مرشد کامل بلھیا تیری اینویں گئی عبادت کیتی ۵۷۔

ترجمہ: ”لوگ بُلھے شاہؒ کو نصیحتیں کرتے ہیں کہ اے بُلھا شاہؒ تم مسجد میں جا کر بیٹھو اور خدا کی عبادت و ریاضت کرو۔ بُلھا شاہؒ فرماتے ہیں کہ اگر خلوصِ قلب کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے تو پھر مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کا کیا فائدہ بظاہر اپنے آپ کو پاک کرنے کا کیا حاصل جب اندر ہی پلید گی (گندگی) موجود ہو۔ اے بُلھا شاہؒ بغیر

مرشد کامل کے تیری ساری عبادت ضائع ہو گئی ہے۔"

بابا بُلھے شاہؒ اس سچے صوفی اور عاشق صادق کا نام ہے جو اللہ کا عاشق اور فقط اللہ تعالیٰ سے لو لگانے والا ہے۔ صوفی کی عمر کا ہر لمحہ اللہ کی بارگاہ میں امتحان ہے اور ہر گھڑی آزمائش و ابتلاء کی گھڑی ہے۔ صوفی کی پوری زندگی پل صراط سے گزرتی ہے بلکہ اس سے کٹھن اور سخت مراحل کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ پل صراط تو صوفی کا پہلا پڑاؤ ہے۔

خلاصہ

مذکورہ بحث سے نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ کلامِ بُلھے شاہؒ میں ذکر کیے گئے تصوف کے بنیادی اصول اور انسانیت کی بقاء کے لیے بیان کردہ اخلاقی اقدار کا رجحان رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے عصرِ حاضر میں صوفیاء کرام کی شاعری اور علمِ تصوف سے عام و خاص دور ہو چکے ہیں علم کی وہ درسگاہیں جہاں سے سید عبد القادر جیلانیؒ، شہاب الدین سہروردیؒ، امام غزالیؒ جیسے عظیم افراد علم و عمل اور مناصب ولایت کے شہسوار بن کر ظاہر ہوئے آج وہاں ظاہری علوم کے علاوہ کچھ بھی نہیں اہل علم افراد بے مقصد و بے معنی ابحاث میں الجھ کر فقط اپنی انانیت اور ذات پرستی کے خول میں بند ہیں انسان کا مقصدِ حقیقی عرفانِ ذاتِ الٰہی ہے جو اُسے صحبتِ صالحین سے نصیب ہوتا ہے۔ آج وہ روحانی درسگاہیں دُور دُور تک دکھائی نہیں دے رہیں علمائے سُوء کی بے عملی سے عوام الناس طبقۂ علماء سے بیزار ہو رہے ہیں اور علمائے حق کو بھی طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ علمائے سُوء کے طرزِ زندگی اور لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ صوفیاءِ کرام کے اس اسلوب کو اپنایا جائے جس سے انہوں نے بالخصوص برصغیر اور بالعموم پوری دنیا میں اسلام کا نام روشن کیا اور اپنے کردار کے ذریعے لوگوں میں انلاب پیدا کر دیا، اقوال و افعال میں تضاد بیانی سے عوام میں عدمِ یقین کی کیفیت پیدا ہو چکی ہے کلامِ بُلھے شاہؒ کی معنویت و مقصدیت کے تحت اس سے استفادہ کی راہیں صوفیانہ کلام کی اشاعت سے پیدا ہو رہی ہیں۔

حوالہ جات و حواشی

۱۔ خورشید کمال، **کلام سلطان باہو**، کمال اکیڈمی، نشاط کالونی، اچھرہ لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۲۵

۲۔ محسن جہانگیر، ڈاکٹر، محی الدین، **ابن عربی حیات و آثار**، مترجم، احمد جاوید، سہیل عزیز، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۲ کلب روڈ،

لاہور، ۱۹۸۹ء، ص۲۶۹

۳۔Urdu Poetry ۱۵۵ www.hamariweb.com

۴۔الاعراف ۱۷۲:۷

۵۔بنی اسرائیل ۸۵:۱۷

۶۔ہجویری، سید علی بن عثمان، **کشف المحجوب**، مترجم: ابوالحسنات سید احمد قادری، ضیاء القرآن پبلشنز، لاہور، ۲۰۱۵ء ص۳۶

۷۔لقمان ۱۸:۳۱

۸۔العلق ۵:۹۶

۹۔سلطان باہو، **امیر الکونین**، کشمیری بازار اللہ والے کی قومی دکان، لاہور، (س ن) ص۵۹- ۶۰

۱۰۔فقیر، فقیر محمد، ڈاکٹر، **کلیات بُلھے شاہؒ**، الفیصل ناشران و تاجران کتب، اردو بازار، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص۲۰۱

۱۱۔التبریزی الخطیب، ابو عبد اللہ، **مشکوٰۃ المصابیح**، دار لفکر، بیروت، ج۱، ۱۹۹۱ء، ص۴۵۶

۱۲۔فقیر، فقیر محمد، ڈاکٹر، **کلیات بُلھے شاہؒ**، ص۲۰۱

۱۳۔بنی اسرائیل ۷۲:۱۷

۱۴۔نعیمی، احمد یار خان، **نور العرفان**، پیر بھائی کمپنی اردو بازار لاہور، (س ن)، ص۶۴۱

۱۵۔اویسی، فیض احمد، **فیوض الرحمن**، اردو ترجمہ تفسیر روح البیان از اسماعیل حقی، مکتبہ اویسیہ ملتان روڈ، بہاولپور، ۱۹۹۱ء، ج۱۷، ص۲۲۰

۱۶۔الازہری، محمد کرم شاہ، **ضیاء القرآن**، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۱۴۰۲ھ، ج۴، ص۶۷۴

۱۷۔اندلسی، ابن عبد البر، **العلم والعلماء**، ادارہ اسلامیات، انارکلی لاہور، ۱۹۷۷ء، ص۱۸۹

۱۸۔فقیر، فقیر محمد، ڈاکٹر، **کلیات بُلھے شاہؒ**، ص۴۰۹

۱۹۔ایضاً، ص۴۰۸

۲۰۔ایضاً، ص۵۸

۲۱۔ایضاً، ص۴۰۶

۲۲۔ایضاً، ص۴۰۲

۲۳۔الجمعۃ ۵:۶۲

۲۴۔نعیمی، احمد یار خان، **نور العرفان**، پیر بھائی کمپنی اردو بازار لاہور، (س ن)، ص۸۸۳

۲۵۔فقیر، فقیر محمد، ڈاکٹر، **کلیات بُلھے شاہؒ**، ص۲۰۵

۲۶۔ اندلسی ،ابن عبد البر ،**العلم والعلماء**، ص۱۳۸

۲۷۔ ایضاً

۲۸۔ فقیر، فقیر محمد، ڈاکٹر، **کلیات بُلھے شاہؒ**، ص ۴۱۰

۲۹۔ اندلسی ،ابن عبد البر ،**العلم والعلماء** ، ص۲۲۱

۳۰۔ فقیر، فقیر محمد، ڈاکٹر، **کلیات بُلھے شاہؒ**، ص ۲۰۵

۳۱۔ الذریٰت ۵۱:۵۷

۳۲۔ علی بن سلطان، محمد القاری، **مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح**، مکتبہ امدادیہ، ملتان، (س ن)، ج۲، ص ۲۰۱

۳۳۔ ھود ۱۱:۶

۳۴۔ فقیر، فقیر محمد، ڈاکٹر، **کلیات بُلھے شاہؒ**، ص ۲۰۳

۳۵۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ ، **جامع ترمذی**، قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی، س ن ۔ رقم الحدیث 2518

۳۶۔ اندلسی ،ابن عبد البر ،**العلم والعلماء**، ص۱۲۹

۳۷۔ فقیر، فقیر محمد، ڈاکٹر، **کلیات بُلھے شاہؒ**، ص ۱۰۵

۳۸۔ ایضاً، ص ۲۰۲

۳۹۔ الصف ۶۱:۲

۴۰۔ نعیمی، احمد یار خان ، **نور العرفان** ، ص ۸۸۰

۴۱۔ عبد اللہ ابن عباس، **تفسیر ابن عباس المسمی صحیفہ علی ابن ابی طلحہ**، قرآن کمپنی لاہور (س ن)

۴۲۔ البقرہ ۲:۴۴

۴۳۔ اندلسی ،ابن عبد البر ،**العلم والعلماء** ، ص۱۳۹

۴۴۔ فقیر، فقیر محمد، ڈاکٹر، **کلیات بُلھے شاہؒ**، ص ۲۰۴

۴۵۔ الذٰریٰت ۵۱:۵۶

۴۶۔ سلطان باہُو ، امیر الکونین، ص ۷۱

۴۷۔ فقیر، فقیر محمد، ڈاکٹر، **کلیات بُلھے شاہؒ**، ص ۳۰۸

۴۸۔ ایضاً، ص ۴۰۵

۴۹۔ المائدہ ۵:۵۴

۵۰۔ فقیر، فقیر محمد، ڈاکٹر، **کلیات بُلھے شاہؒ**، ۲۰۴

۵۱۔ آسمان پر ایک بہت بڑا دائرہ ہے جس پر بارہ (۱۲) برج آسمانی واقع ہیں جسے ہندی میں راس منڈل کہتے ہیں ۔

۵۲۔ قادری، محمد خان، **فضل قدیر**، اردو ترجمہ تفسیر کبیر از امام رازی، کاروان اسلام پبلی کیشنز، لاہور، ص ۵۵۰،۵۵۱

۵۳۔ فقیر، فقیر محمد، ڈاکٹر، **کلیات بُلھے شاہؒ**، ص ۳۸۳

۵۴۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، **الجامع الصحیح**، مکتبہ غوثیہ مین یونیورسٹی روڈ کراچی، (س ن)، ۱/۳۸۸

۵۵۔ فقیر، فقیر محمد، ڈاکٹر، **کلیات بُلھے شاہؒ**، ص ۲۰۴

۵۶۔ ایضاً، ص ۴۰۸